ڈاکٹر زمرد خان
استاد شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، فیصل آباد

دیوانِ غمگیںؔ کا ایک قلمی نسخہ

Dr Zamarud Khan

Department of Urdu,

Govt College for Women, Faisalabad

A Manuscript of "Dewan e Ghamgeen"

In 1253 A.H, Syed Ali Ghamgeen compiled his Deewan under the title 'Makhzan -e- Asrar' [Encyclopaedia of Secrets] consisting of more than 800 odes [Ghazaliyat]. Todate eleven different manuscripts of this poetical work have been discovered. This paper introduces and analyses the manuscript acquired by Moulvi Abdul Haq from a person belonging to Bekhud Delhvi for Rs. 30. He preserved it in Kutub Khana Khas, Anjuman Taraqi-e- Urdu. This manuscript is still in good shape, barring worm-damage at a place or two, even after about one and a half century. The manuscript is the most complete found so far and is used as a copy-text in later works of different scholars. Based upon different evidences, the paper suggests that the manuscript was seen by Syed Ghamgeen himself. The evidences include additions, amendments, etc in the same handwriting which has been identified as that of Syed Ali Ghamgeen in another scholarly work of Younas Khaldi titled "Mutalea Hazrat-e- Ghamgeen Dehlvi" [Studies of Hazrat-e- Ghamgeen Dehlvi]. In the manuscript, titles have been written in red ink which was customary in that age and hand writing is stylish.

مخزونہ	:	کتب خانۂ خاص انجمن ترقی اردو، کراچی
نمبر:	:	قا ۳/ ۱۹۸ (الف ۲۰/۷) ۵۴۸

سائز: : ۱۹ $\frac{۳}{۴}$ x ۱۴ س م

مسطر : ۱۳سطر کا ہے۔

خط : نستعلیق، شکستہ مائل، معمولی۔

مہر : فہرست دیوان سے قبل جو سات سادہ اوراق ہیں ان میں سے پانچویں ورق (الف) پر ۱ $\frac{۳}{۴}$ x ۱ $\frac{۱}{۴}$ س م کی مستطیل مہر ہے جو اتنی مدہم ہے کہ ''سید'' کا لفظ اور اس لفظ کے اوپر حرف ''ت'' پڑھنے میں آتا ہے۔ اس کے نیچے سنہ ۱۲۴۳ھ لکھا ہے۔ غالباً یہ وہ مہر ہے جس پر ''سید حضرت جی'' کندہ تھا۔(۱)

دیوان کا قطعِ تاریخ درج ذیل ہے۔

فکر میں تاریخ کے دیوان کی
یوں کہا ہاتف نے کیوں بیزار ہے
از سر درد دل اے غمگیں ترا
آج دیواں مخزنِ اسرار ہے

(۱۲۴۹ + ۴ (سر درد دل = د= ۴) = ۱۲۵۳)

غزلیات کی تعداد اور قطعاتِ تاریخ کی داخلی شہادتوں سے کسی حد تک نسخے کے زمانے کا تعین ممکن ہے اور یہ تعداد اشعار کسی حد تک نسخے کے زمانۂ کتابت کے تعین کے لیے کلید کا درجہ رکھتی ہے۔ مشفق خواجہ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

زیرِ نظر نسخے میں ۱۲۶۰ھ [م =۴۵-۱۸۴۴] تک کے قطعات تاریخ ملتے ہیں۔ حواشی پر جا بجا اشعار کے اضافے اور بعض جگہ تخلص قلمزد کر کے ''اے دل'' وغیرہ کے الفاظ لکھے گئے ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نسخہ مصنف کی نظر سے گزر چکا ہے اور اس میں وہ اضافے اور ترامیم کرتے رہے ہیں۔ اس لیے اس کا زمانہ ترتیب ۱۲۵۳ھ سے وفات مصنف (۱۲۶۸ھ ۱۸۵۱/۵۲ء) تک متعین کیا جا سکتا ہے۔''(۲)

مخطوطات انجمن کی جلد چہارم میں افسر صدیقی نے سال تصنیف ۱۲۶۰ھ لکھا ہے''(۳)

کیفیت: کاغذ باریک سفید ہے۔ آب رسیدہ، معمولی کرم خوردہ لیکن متن محفوظ ہے۔ عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے ہیں، جیسا کہ اُس زمانے میں رواج تھا۔ (''مکاشفات الاسرار'' (قلمی) مخزونہ انڈیا آفس لائبریری میں بھی ہر رباعی کا عنوان سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔) متن سے قبل فہرست مندرجات ہے۔ جو ۳۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس سے قبل سات اوراق سادہ ہیں۔ متن کے اوراق پر مندرجات کا شمار درج کیا ہے، جو ایک سے ۳۱۴ تک ہے، ورق ۳۱۴ کے بعد چھ ورق سادہ ہیں۔ فہرست کے اوراق اور ابتدائی و آخری سادہ اوراق کو کاتب نے شمار نہیں کیا۔ مجموعی طور پر مخطوطے میں ۳۶۳ ورق ہیں۔ فہرست کے پہلے ورق کا رخ 'الف' اور آخری ورق کا رخ 'ب' سادہ ہے۔ متن، ورق ایک 'ب' سے شروع اور ۳۱۴ ب پر ختم ہوتا ہے۔

فہرست سے قبل کے سادہ اوراق میں سے پہلے ورق الف پر مولوی عبدالحق کے قلم سے یہ اندراج ملتا ہے:

''میں خریدا۔ عبدالحق تیس روپے =/۳۰ ۱۲۵ اکتوبر ۵۹ء (یوم انقلاب)''

متن کے بعد سادہ اوراق میں سے پہلے صفحے پر کسی نے گھریلو حساب لکھا ہے۔ غزلیات کے بعد ورق ۲۹۲ ب تا ۳۰۰ ب سادہ ہیں۔ مخمسات کے بعد ورق ۳۰۸ الف و ب سادہ ہے۔

آغاز: فہرست اشعار میں ہر غزل کا مطلع درج کیا ہے۔ صفحہ 1 پر یَا فَتّاحُ کے بعد بسم اللہ الرحمنِ الرحیم درج ہے۔ اس کے بعد اسی صفحے سے دیباچے کی عبارت کا آغاز ان اشعار سے ہوتا ہے:

حمد ہے جس نے جو کلام کیا
میں نے یوں حمد کو تمام کیا
نعت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے
اس میں اپنا ظہور تام کیا
لا نہایت ہے حمد اے غمگیںؔ
پر تری فکر نے بھی کام کیا
تو نے حمد اور نعت کو غمگیںؔ
دو ہی بیتوں میں اختتام کیا

آخری شعر اضافہ برحاشیہ ہے۔اس کے بعد عبارت کا آغاز ہوتا ہے۔

''حمد و نعت میکند در عالم تشبیہ تنزیہہ وتشبیہ خود را مسمیٰ سید علی عرف حضرت جی متخلص غمگینؔ متوطن دہلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔''

متن اور ترک ''ہر حالتی'' سے پتا چلتا ہے کہ درمیان میں ورق موجود نہیں۔اس پہ عبارت غمگینؔ کے باقی نسخوں میں بھی نامکمل ہے،اس کے بعد غزلیات کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے:

ظاہر و باطن ہے حمد و نعت ہر انسان کا
ہائے کیا مطلع ہے غمگیںؔ اپنے اِس دیوان کا (۵)

اختتام:

بے کلو ز توبہ رفت چوں در جنت
بردند عدوئے موموناں صد حسرت
از بہر وصالِ او ز غمگیںؔ ہاتف
تاریخش گفت: مستحق رحمت (۶)

[مستحق رحمت: ۱۲۵۶ھ، جو حضرت شاہ ابولبرکات کا سال وفات ہے۔]

مندرجات: ۱۔فہرست دیوان: ابتدائی ۳۴ اوراق، یہاں اوراق شماری اس طرح کی گئی ہے کہ پہلے ۱۴ صفحات پر صفحہ نمبر درج ہے،اس کے بعد نہیں۔اس لیے اس کے ۳۴ ورق اور ۶۸ صفحات کی فہرست میں ہر غزل کا مطلع لکھا ہے۔فہرست کے مطابق غزلیات کی تعداد ۸۱۵ ہے اس تعداد میں وہ غزلیات شامل نہیں جو حواشی پر بعد میں درج کی گئیں

۲۔	اشعار حمد و نعت۔	صفحہ۔	۱
۳۔	دیباچہ:	صفحہ۔	۱، ۲
۴۔	غزلیات۔	صفحہ۔	۲ تا ۲۹۶
۵۔	مخمسات۔	صفحہ۔	۳۰۱ تا ۳۰۷
۶۔	قطعاتِ تاریخ۔	صفحہ۔	۳۰۹ تا ۳۱۴

ان قطعات پر عنوان ''تاریخات'' درج ہے، اس میں مندرجہ ذیل قطعات تاریخ ہیں:

ترتیب:

۱۔ تاریخ اختتام دیوان ۱۲۵۳ھ

۲۔	تاریخِ وفات، مہاراجہ دولت راؤ سندھیہ	۱۲۴۲ھ
۳۔	تاریخ جلوس جھکو راؤ سندھیہ	۱۲۴۲ھ
۴۔	تاریخ گریختن بیجابائی صاحبہ	۱۲۴۹ھ
۵۔	تاریخِ وفات، سعادت یار خاں رنگیں	۱۲۵۱ھ
۶۔	تاریخِ وفات، والدہ مسیت خان	۱۲۴۴ھ
۷۔	تاریخ تکیہ خود کہ در زیر قلعہ تعمیر نمودہ شد	۱۲۴۵ھ
۸۔	تاریخِ باغیچہ کہ در تکیہ تعمیر کند بندہ بودم	۱۲۴۴ھ
۹۔	تاریخِ وفات، نورچشمی سید النسا بیگم	۱۲۵۲ھ
۱۰۔	تاریخِ وفات، خوش دامن صاحبہ	۱۲۵۲ھ
۱۱۔	تاریخ خطبہ، عمر دراز خاں	۱۲۵۶ھ
۱۲۔	تاریخِ وفات، سالار خاں بہادر	۱۲۵۴ھ
۱۳۔	تاریخِ تعمیر، مسجد ملاّ مداری	۱۲۵۴ھ
۱۴۔	تاریخِ وفات، مرزا دائم بیگ	۱۲۵۴ھ
۱۵۔	تاریخِ وفات، غلام رسول خاں	۱۲۵۵ھ
۱۶۔	تاریخِ وفات، جمعدار احمد خاں آوان	۱۲۵۵ھ
۱۷۔	تاریخ سقط، شدن شیخ عباد	۱۲۵۵ھ
۱۸۔	تاریخِ تعمیر، مکان جان صاحب متخلص بہ قلندر	۱۲۵۵ھ
۱۹۔	تاریخ تولّد، برخوردار علی احسن	۱۲۵۵ھ
۲۰	تاریخِ تولد، پسر خواجہ ابوالحسن اکبر آبادی بن خواجہ عبداللہ	۱۲۵۱ھ
۲۱	تاریخ جوتی بائن گر کہ آشنائے قدیم این فقیر بود	۱۲۵۵ھ
۲۲	تاریخِ وفات، برادر سید احمد میر خاں	۱۲۴۱ھ
۲۳	تاریخِ وفات، برادر صاحب وقبلہ میر خاں	۱۲۵۶ھ (۸)
۲۴	تاریخِ وفات، حضرت شاہ ابوالبرکات	۱۲۵۶ھ
۲۵	تاریخِ وفات، حضرت شاہ ابوالبرکات	۱۲۵۶ھ
۲۶	تاریخِ وفات میر اسد علی خاں اوجینی	۱۲۵۶ھ
۲۷	تاریخِ وفات، شیخ قادر بخش اوجینی	۱۲۵۶ھ
۲۸	تاریخِ وفات، میر اصغر علی	۱۲۵۶ھ
۲۹	تاریخِ وفات، ہمت بہادر جمعدار	۱۲۵۶ھ
۳۰	تاریخِ تعمیرِ مکان خود	۱۲۵۷ھ
۳۱	تاریخِ وفات، ہمشیرہ	۱۲۵۷ھ
۳۲	تاریخِ ختم قرآن سائیں صاحبہ	----
۳۳	تاریخِ وفات، مہاراجہ جھکو راؤ سندھیہ	۱۲۵۹ھ

۳۴ تاریخ گرفتار شدن و بیرون کردن از لشکر داد خا جیگی والہ را ۱۲۵۹ھ
۳۵ تاریخ شکست لشکر مہاراجہ جیاجی از صاحبان انگریز (دو قطعات) ۱۲۵۹ھ (۹)
۳۶ تاریخ وفات، خواجہ قانون رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۵۴ھ
۳۷ تاریخ علیم اللہ ۱۲۶۰ھ
۳۸ تاریخ وفات، شاہ ابوالبرکات (تین قطعات) ۱۲۵۶ھ
۳۹ تاریخ وفات، جناب خواجہ ابوالحسین

اس نسخے پر کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں، کیفیت کے حوالے سے افسر صدیقی لکھتے ہیں:

> ''زیرِ نظر مخطوطہ دیوان غمگین کا واحد نسخہ ہے کیونکہ اس وقت تک اس کے کسی دوسرے نسخے کا علم نہیں ہو سکا۔ ممکن ہے کہ ان کی درگاہ (گوالیار) میں موجود ہو۔'' (۱۰)

یہ دیوان غمگین کا واحد نسخہ نہیں ہے۔ دیوان کے چار قلمی نسخے اور موجود ہیں۔ جن کی مدد سے تدوین کا کام مکمل کیا گیا ہے۔

خصوصیات: یہ دیوان غمگین کا نہایت اہم نسخہ ہے۔ اور اب تک کے معلوم نسخوں میں مکمل ترین ہے۔ اس کے حواشی پر جا بجا مکمل غزلیں اضافہ کی گئی ہیں۔ مثلاً صفحہ: ۳۳، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۵۰، ۵۸، ۶۰، ۶۱، ۶۳، ۶۵، ۷۵، ۷۶، ۸۳، ۸۹، ۹۰، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۳۸، ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۳، ۱۹۵، ۲۰۶۔ نیز متن میں موجود غزلوں میں کئی اشعار کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ اضافے بھی حواشی پر ہیں، اور کثرت سے ہیں۔ ہر دوسری تیسری غزل میں اس قسم کے اضافے ملتے ہیں۔ کسی غزل میں ایک شعر اور کسی میں دو یا تین شعر اضافہ کیے گئے ہیں۔ بعض جگہ صرف ایک مصرعے کا اضافہ ملتا ہے، مثلاً ورق ۱۹۳ پر ذیل کے شعر میں تخلص کو قلمزد کر کے ''اے دل'' کے الفاظ لکھے گئے ہیں، اور پھر اسی غزل کا نیا مقطع بھی حاشیے پر لکھا گیا ہے۔ مشفق خواجہ لکھتے ہیں:

> ''ظاہر ہے کہ مصنف کے سوا کوئی دوسرا شخص اس قسم کے اضافے نہیں کر سکتا۔ اس کی تصدیق خط سے بھی ہوتی ہے۔ حواشی پر اضافوں کا خط وہی ہے جو شاہ غمگین کے اس عکس تحریر میں ملتا ہے جسے یونس خالدی نے اپنی کتاب میں شامل کیا ہے۔ اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے، کہ زیر نظر نسخہ خود مصنف کا ذاتی نسخہ ہے، جس میں وہ وقتاً فوقتاً اضافے کرتے رہے۔'' (۱۱)

ڈاکٹر نجم الاسلام اپنے مضمون ''دیوان غمگین کے تعاقب میں'' میں لکھتے ہیں:

> ''۔۔۔۔۔۔۔انجمن کا نسخہ اس دیوان کی ارتقائی شکل ہے جو سابقہ دو نسخوں کی طرح مصنف کی زندگی میں ان کے تصرف یا اجازت وایما سے تیار ہوئی ہے۔'' (۱۲)

یہ قلمی نسخہ کتب خانہ انجمن ترقی اردو میں کیسے آیا، اس بارے میں مشفق خواجہ رقم طراز ہیں:

> ''مولوی عبدالحق نے یہ نسخہ راقم الحروف کی موجودگی میں ایک ایسے نوجوان سے خریدا تھا، جس نے اپنے آپ کو خاندان بےخود دہلوی کا ایک فرد بتایا تھا (پوتا یا نواسہ) بےخود، شاہ غمگین کے بھتیجے، مرید اور خلیفہ سید بدرالدین عرف فقیر صاحب کاشف کے پوتے تھے۔ کاشف، غالب کے شاگرد تھے۔ غالب کے ایک خط بنام غمگین (۱۳) میں اس کا ذکر ہے کہ کاشف کے پاس (۱۲۵۵ھ) دیوان کا ایک نسخہ تھا لیکن زیر نظر مخطوطہ مذکورہ نسخہ دیوان سے مختلف ہے کیونکہ اس میں ۱۲۵۵ھ کے بعد کا کلام بھی ہے۔ ممکن ہے یہ نسخہ غمگین کی وفات کے بعد کاشف نے حاصل کیا ہو، اور پھر انھیں کے خاندان میں رہا ہو۔'' (۱۴)

املائی خصوصیات: ہماری زبان میں عہد بہ عہد دور رس اور تیز رفتار تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔ قدیم ادب پاروں سے ان کی

نشاندہی ہوتی ہے املا متن کی صوری ہیئت کا لازمی جز ہے۔ کتابت میں املا سے متعلق غلطیوں کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔ اس ضمن میں یہ خیال رکھنا ہوتا ہے کہ کن لفظوں میں کون سے املائی تغیرات ارتقائے زبان کا حصہ ہیں اور کون سی صورتیں انفرادی پسندیدگی کی زائیدہ ہیں اور کون سے شکلیں محض کاتب کی کم سوادی، سہو یا لغزش کا نتیجہ ہیں۔

کافی حد تک یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ دیوان غمگیںؔ کا یہ نسخہ غمگیںؔ کے پیش نظر رہا ہوگا کیونکہ غمگیںؔ نے اپنے قلم سے اس میں چند تبدیلیاں اور بہت سے اضافے اس میں کیے ہیں۔ مثلاً: صفحہ ۱۹۰، ۱۹۳، ۱۹۵، ۲۹۱، ۲۹۳۔

صفحہ ۲۹۳ پر ایک شعر حاشیے میں لکھ کر قلمزد کیا گیا ہے۔ قلمزد شعر یہ ہے:

دل مرا آہ کچھ نہیں معلوم
کس لیے ہے نڈھال کیا جانے (۱۵)

۱۔ واؤ کا استعمال: اعراب بالحروف کے طور پر جو واؤ پہلے لکھا جاتا تھا، جدید املا کے تحت اس واؤ کو حذف کردیا گیا ہے، اور اس کی جگہ ضرورت کے مطابق پیش لگایا جاتا ہے۔ یہ واؤ جس کو حذف کیا گیا، اصلاً تلفظ کا جز بھی نہیں تھا۔ شروع میں بر بنائے احتیاط اور بعد میں بر بنائے روش عام اس کو لکھا جانے لگا۔ اس نسخے میں اسی روش کو اختیار کیا گیا ہے، مثلاً اوس (اُس)، اوسی (اُسی)، اوس کی (اُس کی) اون (اُن)، اونپر (اُن پر)، اونہیں (انھیں) اوٹھایا (اُٹھایا)، اوٹھا (اُٹھا) اوڑنے (اُڑنے)، اوگ (اُگ)، اوبھرا (اُبھرا) اوتر (اُتر) اولٹا (اُلٹا)، اوداس (اُداس) اوستاد (اُستاد) وغیرہ وغیرہ

اگر کسی مقام پر واؤ جز و تلفظ ہو تو ایسے مقامات پر اس واؤ کو لازمی لکھا گیا ہے۔

۲۔ بعض ایسے لفظ جن میں اصلاً ''ی'' جز وکلمہ کی حیثیت رکھتی ہے جب تخفیف کے ساتھ استعمال کیے جاتے تھے تب بھی بہت سے لوگ اس ''ی'' کو کتابت میں برقرار رکھا کرتے تھے، مثلاً: میرا۔ میرے۔ تیرا۔ تیرے۔ یہ ''یے'' بھی اعراب بالحروف کا حصہ ہے اور کسرہ کا اظہار کرنے کے لیے لگایا جاتا تھا۔ دیوان غمگیںؔ کے تمام موجود نسخوں میں ''مرا'' کے بجائے ''میرا'' اور ''ترا'' کے بجائے ''تیرا'' لکھا گیا ہے، مثلاً:

میرے صیّاد نے ایک ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

غم اس کے ہجر کا میرے یوں دل نشیں رہا
خاتم کے بیچ وصل ہو جیسے نگیں رہا

شب کو گلے لپٹ کے میرے وہ جو سو گیا
کیا کیا کہوں میں تم سے کہ کیا کیا نہ ہو گیا

''مرے'' کے بجائے ''میرے'' اور ''اک'' کے بجائے ''ایک'' لکھا ہے۔ ان مصرعوں میں یہ لفظ مختصر صورت میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس زائد ''ی'' کو شامل کرنے سے مصرعہ بحر سے خارج ہو جائے گا۔ اس غلط نگاری سے املائی خرابی کے علاوہ وزن شعر بھی مجروح ہوگا۔ ایسی غلط نگاری کئی اشعار میں موجود ہے۔ متن میں اس کی تصحیح کردی گئی ہے، مثال:

یہ دعا حضرت باری سے میری ہے ساقی

تجھ سے ایک دم نہ جدا ہوں کبھی برسات میں رات

۳۔ بعض الفاظ میں کہنی دار ''ہ'' جز وکلمہ کی حیثیت رکھتی ہے جب تخفیف کے ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں تو بھی بہت سے لوگ اس کہنی دار ''ہ'' کو کتابت میں برقرار رکھا کرتے تھے، مثلاً: ''یہاں''، ''وہاں'' وغیرہ۔ دوچشمی ''ھ'' کے بجائے کہنی دار ''ہ'' کا استعمال بکثرت نظر آتا ہے، مثلاً:

کسی کہانی میں وہ نہیں لذت
ہی مزا جو کہ غم کی کہانی میں

۴۔ املا میں بہت سے لفظوں میں اختلاف نگارش نے راہ پالی ہے، جیسے ''پانو''، ''پانوں''، ''پاؤں'' ایک لفظ کے تینوں املا مل جاتے ہیں۔ اسی طرح ''لیے''، ''لئے''، ''لیئے'' کی بھی تین صورتیں نظر آتی ہیں۔ یا پھر ''دھواں'' اور ''دہنوان'' وغیرہ، ایسے الفاظ کو جدید طرز املا سے لکھا گیا ہے۔ یہ مختلف نگاری، اکثر انفرادی پسندیدگی کے سلسلے میں پیدا ہونے والی املائی خاصیت اختیار کر لیتی ہے۔

۵۔ قدیم املا کے بہت سے لفظ اس مخطوطے میں ملتے ہیں، جیسے: مونہہ (منہ)، زمانا (زمانہ)، سونچ (سوچ)، نشانا (نشانہ)، گلا (گلہ)، اشارا (اشارہ)، ہات (ہاتھ)، ہمسایا (ہمسایہ)، کئے (کیے) وغیرہ لیکن جہاں قافیے کی پابندی کے طور پر ''زمانا'' یا ''ہمسایا'' وغیرہ آتے ہیں وہ املائی فرسودگی کی ذیل میں نہیں آتے، ایسے تمام الفاظ کو جدید املا میں مرتّب کیا گیا ہے۔

۶۔ وہ غلطی جو کم سوادی یا لغزش قلم کا نتیجہ ہو ان سب نگارشات کا شمار غلط نگاری کی ذیل میں آتا ہے، ان کی تصحیح کر دی گئی ہے۔

۷۔ کاتب نے کہیں ''ہ'' کو ساقط کر دیا ہے، جیسے: بباد (بہ باد)، ندینگے (نہ دیں گے)، نہوا (نہ ہوا)، نہپوچھ (نہ پوچھ)، نچاہا (نہ چاہا)

۸۔ قدیم املا میں نون اور نون غنہ میں امتیاز ملحوظ نہیں رکھا جاتا تھا۔ اس مخطوطے میں بھی ایسا ہی ہے، حتیٰ کہ لفظ کے آخر میں آنے والے نون غنہ میں بھی ہر جگہ باقاعدہ نقطہ لگایا گیا ہے، مثال کے طور پر:

میں ہی جاؤں وہاں کسی ڈھب سے	مین ہین جاؤن وہان کسے ڈہب سے
ہوگا چرچا یہاں بلانے میں	ہوگا چرچا یہان بلانی مین

۹ لفظ کے آخر میں ہائے مختفی (ہ) ہو تو محرف ہونے کی صورت میں ہائے مختفی کے بجائے ''ے'' آئے گی، مثلاً:

نشہ میں رات کو مجھ پاس یہاں آنے کا کیا باعث
پھر آتے ہی یہ گھبرا کر چلے جانے کا کیا باعث

تصدق آپ کے جاؤں عجب تقریر الٹی ہے
بھلا بندہ سے صاحب تم کو دکھ پانے کا کیا باعث

۱۰۔ یائے معروف و مجہول میں کوئی فرق روا نہیں رکھا گیا ہے۔ یائے معروف کی جگہ یائے مجہول کا استعمال اس نسخے میں اتنا عام ہے کہ بعض اوقات پڑھنے میں دقت اور تذکیر و تانیث کے تعین میں دشواری ہوتی ہے۔ قدیم کتابت کی یہی روش کاتب نے اس نسخے میں برقرار رکھی ہے، جیسے: ہی (ہے)، سی (سے)، نی (نے)، ہای (ہائے)، باندہی (باندھے)، پڑی (پڑے)، مثال:

اب رہا کیا ہے جان جانی مین
تمنی جو دیر کی ہے آنی مین
میں ہیں جاؤں وہاں کسی ڈہب سے
ہوگا چرچا یہاں بلانی مین
کسے کہانی میں وہ نہیں لذت
ہے مزا جو کہ غمکی کہانی مین
تم منا لاؤ دوستو اوسکو
ہے قباحت میری منانی مین
جی ہی ہوتا نہیں تیرا ٹہنڈا
مجہہ سوا اور کی جلانی مین

قطعہ

تمکو میں چاہتا ہوں اے صاحب
ہی یہہ مشہور سب زمانی مین
کچہہ سمجہہ میں میرے نہین آتا
اب ہی کیا فائیدہ چہپانی مین

اور کہیں یائے معروف (ی) کو یائے مجہول لکھا۔

۱۱۔ ہائے مخلوط (ھ) ملفوظ میں بھی فرق ملحوظ نہیں رکھا گیا، جیسے: تہا (تھا)، پہر (پھر)، کہلنی (کھلنے)، کہر (گھر)، تجہ (تجھ)، کچہہ (کچھ)، اوٹہہ (اُٹھ)، پوچہہ (پوچھ)، پہریں (پھریں)، چہوڑیں (چھوڑیں)، مثال:

کیا کریں آہ کہ بیٹہتا ہی یہہ دل جاتا ہے
اوٹہتی اوٹہتی تیری جب دیکھتے ہیں گات کو ہم

۱۲۔ کاتب نے اس نسخے میں بہت سے الفاظ ملا کر لکھے ہیں، یہ بھی قدیم طریقہ املا کا ہے، مثلاً تجکو (تجھ کو)، مجکو (مجھ کو)، کسسی (کس سے)، مجھسی (مجھ سے)، مینی (میں نے)، خاکمیں (خاک میں) وغیرہ۔

مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اس مخطوطے میں کاتب نے قدیم املائی طرز کو برقرار رکھا ہے۔ ''ٹ'' کے لیے ''ٹ'' استعمال کی ہے۔ ''ک'' اور ''گ'' کے مرکز میں دوعملی کا مظاہرہ نظر آتا ہے، مثلاً:

جنہیں دو کہڑی وصل ہوتا ہی حاصل
وہ ایک عمر ہجران کی غم دیکھتی ہین

حواشی

۱۔ مشفق خواجہ۔جائزہ مخطوطات۔جلد دوم (قلمی) کراچی: ص۔۱

۲۔ ایضاً ص۔۲

۳۔ افسر صدیقی۔مرتب۔مخطوطاتِ انجمن جلد چہارم۔کراچی: انجمن ترقی اردو۔۱۹۷۶ء ص۔۶۱

۴۔ ایضاً ص۔۲۱۱

۵۔ نسخہ ٔ انجمن، ص۔۲

۶۔ نسخہ ٔ انجمن، ص۔۳۱۴

۷۔ ہمیں ملنے والی نقل میں اولین فولیو نہیں۔

۸۔ نسخہ ٔ انجمن میں دو قطعات تاریخ درج نہیں۔

۹۔ بحوالہ مشفق خواجہ۔جائزہ مخطوطات (قلمی) جلد دوم ص۔۵

۱۰۔ مخطوطاتِ انجمن جلد۔چہارم ص۔۲۱۱

۱۱۔ مشفق خواجہ: جائزہ مخطوطات اردو (قلمی)۔جلد دوم۔ص۔۶

۱۲۔ نجم الاسلام دیوان غمگینؔ کے تعاقب میں مجلّہ تحقیق ص۔۳۱۳۔جلد ۱۱ سندھ: سندھ یونی ورسٹی پریس حیدر آباد: ص۔۳۱۳

۱۳۔ اردوئے معلی۔غالب نمبر حصہ دوم۔جلد دوم۔ شمارہ ۲۔۳، دہلی: دہلی یونیورسٹی فروری ۱۹۶۱ء ص۔۱۰۲ 'دیوان حال بہ مخدومی مکرمی سید بدرالدین علی خاں المشتہر بہ فقیر
صاحب سپردہ و دیوان سابق از و شاں گرفتہ بہ آدم حضور دادہ شد'

۱۴۔ جائزہ مخطوطات قلمی ص۔۶

۱۵۔ نسخہ ءانجمن ص۔۲۹۲